بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

[illegible]

اخبار

اہل السنۃ والجماعۃ

امرتسر

جلد (۱) نمبر (۱)

تفصیل قیمت اخبار

سالانہ چندہ عام خریداروں سے للعہ
کم استطاعت والوں سے ۔ ۔ ۔ عہ
رؤسا و عہدہ داران سے ۔ ۔ ۔ للعہ
جاگیرداران سے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ للعہ
والیان ریاست سے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ صہ
ممالک غیر سے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ شلنگ

قواعد و ضوابط

(۱) قیمت پیشگی وصول ہونے کے بغیر اخبار جاری نہیں ہو سکتا۔
(۲) مضامین مرسلہ بشرط پسند درج ہو کرینگے
(۳) جملہ خط و کتابت و ارسال زر بنام مولوی عبد الغفور مالک و اڈیٹر اخبار اہل السنۃ والجماعۃ و کارخانہ لوا الاسلام امرتسر ہونی چاہیئے۔

اغراض و مقاصد اخبار

عام اخباری اغراض و مقاصد کے علاوہ اصلی مقاصد و حقیقی اغراض مندرجہ ذیل ہیں۔
(۱) اشاعت و حمایت دین اسلام و مذہب اہل سنت و جماعت علیٰ الاسلام
(۲) تمام مسلمانوں کو سبیل المؤمنین و طریقہ سلف صالحین سے آگاہ کرنا اور دعاۃ الی الضلال سے بچانا۔
(۳) تمام مسلمانوں کی عموماً اور اہل سنت و جماعت کی خصوصاً دینی اور دنیوی خدمات بجا لانا۔
(۴) مسلمانوں میں اتفاق و اتحاد و ہمدردی پیدا کرنا
(۵) مسلمانوں میں علمی اخلاقی اور روحانی ترقی کے لیے ذرائع مہیا کرنا۔
(۶) گورنمنٹ اور مسلمانوں کے باہمی تعلقات کی نگہداشت کرنا۔
(۷) باوجود ان تمام خوبیوں کے تازہ خبریں بہم پہونچانا

امرتسر مورخہ ۱۵ جمادی الاول ۱۳۳۰ ہجری مطابق ۳ مئی ۱۹۱۲ء یوم جمعہ مبارک

درخواست اخبار اہل السنۃ والجماعۃ امرتسر

تمام اہل اسلام و طالبان حق کو مژدہ ہو کہ بفضلہ تعالےٰ ہمارے کارخانہ سے یہ اخبار جاری ہونیوالا ہے جس کی عام اخباری اغراض و مقاصد کے علاوہ اصلی مقصود و غرض یہ ہے کہ مسلمانوں کے روبرو حقیقی اسلام کا نقشہ پیش کرے اور یہ دکھلا دے کہ آج سے تیرہ سو برس پہلے جن مبارک تعلیمات نے روئے زمین کی تاریکی شادی تھی۔ ان کی اصلی صورت کیا تھی اور اب وہی ذوق شوق مسلمانوں میں کس طرح واپس آ سکتا ہے۔ اور اس کے کیا ذرائع و اسباب ہیں۔ اور چونکہ اس اخبار سے اشاعت و حمایت دین اسلام اور ہدایت برادران اسلام مقصود ہے اور ہر اہل اسلام پر بموجب ارشاد الٰہی کونوا انصار اللہ نصرت دین و خیر خواہی مسلمین لازم و واجب ہے لہذا برادران اسلام و شائقان سنت سید الانام سے امید واثق ہے کہ وہ ایسے اخبار کی خریداری اور خریداروں کی بہم رسانی کو اپنا فرض منصبی سمجھیں گے۔ اور مالک اخبار کی حوصلہ افزائی میں کوئی دقیقہ اور ذریعہ فرو گذاشت نہیں کرینگے۔

اسلامی بھائیو! اور دین کے خیرخواہو! شاید ہی تم میں کوئی ایسا بھی شخص ہو گا کہ جس کی آمدنی کا کوئی حصہ لغو اور فضول اخراجات میں خرچ نہ ہوتا ہو۔ غریب سے غریب مسلمان بھی میلوں اور تماشوں اور دنیاوی اخباروں میں کچھ نہ کچھ اٹھا دیتا ہے۔

دین کے دلی ہمدردو! آؤ اور یہ اسلامی پرچہ خرید کر اور پڑھ کر اور عمل بجا لا کر وسیلہ نجات بھی حاصل کر لو!

تمہارے بزرگوں کی ہمت اور اولوالعزمی سے تمام دنیا میں اسلام کا بول بالا ہوا۔ اب تمہاری غفلت اور بے پرواہی ان اشعار کی مصداق ہے ؎

اے سرو گلزار بہار دیدہ ہر احسن یں
بود پریشاں حالی اسلام و تحط المسلمین
دین حق را گردش آمد صعب تنگ و سہمگیں
سخت شورے اوفتادہ در جہاں از کفر و کیں
پیش چشمان شما اسلام در خاک اوفتادہ
چیست عذرے پیش حق اے مجمع المسلمین
مردم دی مقدرت مشغول عشرتہائے خویش
خرم و خنداں نشستہ با بتان نازنیں
عالماں روز و شب باہم فساد از خود غرض
زاہداں غافل سراسر از ضرورت ہائے دیں
اب بھی اگر چہ ہو گا تو دین کی خدمت اور دین پروری سے ہی ہو گا۔ ؎

از رہ دین پروری آمد عروج اندر نخست
باز گر آید بیاید ہم ازیں رہ بالیقیں

اب تمہاری ہمت کے آگے اس اسلامی پرچہ کا ہر ایک جگہ پہنچانا اور خواص و عوام میں پھیلانا کچھ مشکل

ناظرین صفحہ (۱۱) پر ایک ضروری عریضہ ملاحظہ فرمائیں۔ (اڈیٹر)

ہیں۔ بایں ہمت اور باوقار ہمارے برادران اسلام سے امید قوی ہے کہ نہ صرف ایک پرچہ کی خریداری سے بلکہ اس کی اشاعت کے لئے کمال سرگرمی سے کوشش فرمادیں گے۔ تاکہ ہندوستان کی تمام پڑھی لکھی مسلمان قوموں کے ہاتھ میں یہ پرچہ ہو۔ اور وہ خود اس کو پڑھیں۔ اور جو نہ پڑھ سکتے ہوں۔ انکو بھی پڑھکر سنادیں۔ عورتوں میں بچوں میں لڑکوں میں جوانوں میں تاجروں میں زمینداروں میں کاشتکاروں میں اہلکاروں میں وکیلوں میں۔ غرض کہ اسلامی لوگوں کے ہرایک طبقہ میں اس کے پہنچانے کی کوشش کریں اس کے مضامین سمجھائیں۔ اس کے مطالب ذہن نشین کردیئے جائیں۔ اور اس کی مرادیں سمجھائی جائیں۔ اور نہایت دل و جان سے کوشش ہو کہ ہر مسلمان ان کو سمجھے۔ ان کے مفہوم کو دل میں جگہ دے۔ اور اسپر عمل کرکے اپنے آپ کو اسلام کا سچا نمونہ بنائے۔ ہماری قوم اس وقت ترقی کر سکتی ہے۔ جب کہ ہم سچے مسلمان بنیں۔ نہ کہ نام کے مسلمان چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت مرحومہ کے پرفتن زمانوں کی نسبت فرمایا ہے لا یبقیٰ من الاسلام الا اسمہٗ یعنے اسلام کا خالی نام ہی رہجاوے گا تو اس پرفتن زمانہ میں کامیابی کی صورت تب ہی ہو سکتی ہے جبکہ قرآن مجید کی حقیقی تعلیمات اس پرچہ کے ذریعہ سے عام کرکے بجائیں۔

پس سات کروڑ مسلمانوں میں کم ازکم ایک لاکھ دین اسلام کے غمخوار اور درد آشنا دلوں کو اس اسلامی پرچہ کا خریدار بنانے کی کوشش کرنی چاہیئے اور جو لوگ کسی معقول وجہ سے اس کوشش میں بالفعل حصہ نہ لیسکتے ہوں انکو بقدر توفیق مالی امداد کے ذریعہ سے اس اسلامی پرچہ کی مالی مشکلات آسان کرنے کے واسطے حسبۃً للہ امداد کرنی چاہیئے۔ اللھم انصر من نصر دین محمد صلے اللہ علیہ وسلم واجعلنا منھم برحمتک یا ارحم الراحمین

الملتمس اڈیٹر و مہتمم اخبار اہل السنۃ والجماعت امرتسر

خدا تعالیٰ نے انسان کو کس مطلب کیواسطے پیدا کیا ہے

خدا تعالیٰ نے انسان کو بیکار اور نکما نہیں بنایا

بلکہ اپنی عبادت و اطاعت کیواسطے بنایا اور اپنی عبادت اور اطاعت اس پر لازم اور فرض کرکے عبادت اور اطاعت کی راہ کو مفصل بیان فرمایا۔ پھر جس نے اپنے مالک کی تابعداری کی وہ تو نیکبخت ٹھیرا۔ اور جس نے نافرمانی کی وہ بدبخت ٹھیرا پھر ایک کا ٹھکانا مقرر کردیا نیکبخت کا جنت اور بدبخت نافرمان کا دوزخ۔ اللہ عزوجل نے پھر محض اپنے فضل و کرم سے انسان کو عبادت اور اطاعت کے علم و عمل کے اسباب عنایت فرمائے۔ وہ اسباب دل اور کان اور آنکھ اور ہاتھ پاؤں ہیں۔ پس جس نے ان اسباب کو اللہ تعالے کی بندگی اور تابعداری میں لگایا۔ اور جیسا کہ مالک نے ارشاد فرمایا ہے اسی طرح ان سے معرفت کا راستہ طے کیا۔ اور مالک کے حکم کی روگردانی نہ کی تو اس نے بیشک اپنے مالک کے انعام کا شکریہ ادا کیا۔ اور اس کی رضامندی کی راہ پر چلا۔ اور جس نے ان اسباب کو اپنے ارادوں اور شہوتوں میں لگا رکھا اور اپنے خالق کے حقوق کا پاس نہ کیا تو اس سے قیامت کو جب ان اسباب کے متعلق سوال ہوگا تو وہ بہت ہی حسرت و اندوہ کریگا۔ اور اسمیں کچھ شک نہیں کہ ان اعضاء کے حقوق پر حساب ضرور ہوگا۔ مالک خود فرماتا ہے اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا جزا اور حساب کا دن اسی واسطے مقرر ہوا ہے کہ ہر حقدار فرمانبردار کو انعام ملے اور نافرمان کو سزا دی جائے۔

انسان کا دل تمام اعضائے بدن میں بمنزلہ بادشاہ کے ہے

تمام دنیا اس پر متفق ہے کہ انسان کا دل تمام اعضائے میں بمنزلہ بادشاہ کے ہے اور اسمیں کچھ شک نہیں کہ بادشاہ اپنے لشکروں میں عام تصرف کیا کرتا ہے۔ کہ کل اسی کے حکم میں لگے رہتے ہیں۔ اور جس چیز پر چاہے وہ ان کو لگا دیتا ہے۔ سب کے سب اس کی غلامی اور حکم میں رہتے ہیں۔ کوچ قیام میں لشکر پر داور ہر ایک بندوبست میں اس کے تابع رہتے ہیں۔ چنانچہ یہ مضمون حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اَلَا وَاِنَّ فِی الْجَسَدِ مُضْغَةً اِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ كُلُّهٗ یعنے دانا رہے کہ بدن میں گوشت کا ایک ٹکڑا ہے جب وہ درست ہو جاتا ہے تو تمام بدن درست ہو جاتا ہے۔ پس جبکہ دل تمام اعضاء کا بادشاہ ہے اور اعضا اس کے احکام کی تعمیل کرنے والے ہیں اور اس کی ہدایات کے ملنے والے ہیں۔ ان کا کوئی کام ٹھیک نہیں ہوتا۔ جبتک کہ دل کے قصد اور نیت سے سرزد نہو اور سب اعضاء کی بازپرس بھی دل ہی سے ہوگی۔ اسلئے کہ رعیت کا حال اُس کے حاکم سے پوچھا جاتا ہے۔

دل کا علاج سب چیزوں پر مقدم ہے

جبکہ دل تمام اعضاء میں اصل ٹھیرا ہے تو اس کی اصلاح اور درست کرنے میں تمام ہمت لگانی اُن سب امور سے بہتر ہے جن پر سالک اعتماد کریں۔ اور عابدوں کے نفس کے مقدمہ میں غور کرنا اور اس کے علاج کی تدبیر کرنی سب سے زیادہ اہم ہے۔

ابلیس کا شکارگاہ انسان کا دل ہے

جبکہ خدا کے دشمن ابلیس نے جانا کہ سب کاموں کا مدار اور اعتماد دل پر ہے تو اس نے دل پر دشمنی سے ڈالنے شروع کئے۔ اور طرح طرح کی شہوتیں اس کے سامنے کیں اور اس کی نظروں میں وہ اقوال اور اعمال مزین کر دئیے جو اس کو خدا کی راہ سے روک دیں۔ اور اس کے گمراہی کے وہ وہ سامان لگائے جنکی وجہ سے اس کو نیک اعمال کی توفیق نہیں ملتی اور ایسے جال اور پھندے ڈالے کہ ان سے بچ نکلنے کی امید نہیں ہوتی اور اگر بالفرض بچے تو اعمال خیر میں سستی کرنے سے نہیں بچ سکتا۔ تمام عمر اسی میں رہتا ہے کہ آج توبہ کرتا ہوں۔ کل کر دونگا۔ اسی امروز فردا میں موت اگھیرتی ہے

ابلیس کے پھندوں سے بچنے کی کیا صورت ہے

اس بات کو یقینی سمجھو کہ ابلیس کے شکار اور مکر سے کوئی صورت رہائی کی نہیں ہے

بجز اس کے کہ ہمیشہ اپنے مالک سے فریاد کیا کرے اور ہمیشہ ابلیس کے پھندے سے پناہ پکڑتا رہے اور اپنے مالک کی خوشنودی کے لوازم بجا لائے۔ اور تہ دل سے اس کی طرف التجا کرے اور اپنی تمام حرکات وسکنات میں اس کی طرف متوجہ ہو اور اپنے مالک کی عبادت واطاعت کے لباس کو جو انسان کا عمدہ لباس ہے۔ من جمیع الوجوہ اپنے اوپر ثابت اور لازم کرے۔ تاکہ آیت کریمہ اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْهِمْ سُلْطَانٌ (جو میرے خالص بندے ہیں اُن پر تجھکو کچھ زور نہیں) کے تقاضا اور ضمانت میں داخل ہونا نصیب ہو تو جب انسان کے دل کے محکم اور مضبوط ارادے سے اپنی غلامی کی نسبت اپنے مالک کی طرف کر دے تو یہی نسبت ہے کہ انسان کو شیاطین کے جالوں اور پھندوں سے بچاتی ہے اور یہ بچاؤ اسی قدر زیادہ ہوتا ہے جسقدر کہ وہ مالک کی بندگی اور فرمانبرداری میں زیادہ ہوتا ہو اور دل اس کو اخلاص عمل اور تعین دائمی پر پایدار کرے۔ پس جبکہ اس طور پر دل جام عبودیت اور اخلاص پی جائے تو اللہ تعالےٰ کے نزدیک مقربوں میں داخل ہو جاتا ہے اور اس خصوصیت میں شامل ہو جاتا ہے۔ اِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِيْنَ (مگر جو تیرے چنے بندے ہیں ان میں سے)

زندہ دل کی تعریف

زندہ دل کی تعریف میں اہل دل واہل عرفان کے اقوال مختلف ہیں۔ لیکن اس کی صحیح اور جامع تعریف یہ ہے کہ زندہ دل وہ ہے کہ انسان اپنی تمام ان خواہشوں کو چھوڑ دے جو مالک کے حکم کے برخلاف ہوں۔ اور ان تمام شبہوں کو دور کرے جو مالک کے خبر دینی کے برخلاف ہوں۔ پس سوائے اپنے مالک کے اور کسی کی بندگی نہ کرے اور اسکے رسول محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے سوا اور کسی کی تابعداری نہ کرے۔ اور اسی مالک کی محبت میں چور ہو جائے اور اسی سے ڈرتا اور لرزتا رہے۔ اور اسی سے امیدوار رہے اور اسی پر بھروسا کرے اور ہر وقت اسی کی طرف متوجہ رہے۔ اور ہر ایک امر میں اسی کے آگے گڑگڑاتا رہے۔ اور ہر ایک حال میں اس کی رضا اختیار کرے اور ہر طرح اس کے غضب سے دور رہے تو یہ ہے زندہ دل اور یہی اصل بندگی جو اصل علت خلقت انسان ہے۔ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ (الخ) جو سوا اپنے مالک کے اور کسی کے واسطے درست نہیں ہے اور قلب سلیم بھی یہی ہے۔ پس قیامت کے روز اسی شخص کو نجات ملیگی جو اپنے مالک کے حضور میں قلب سلیم لا دیگا۔ چنانچہ مالک فرماتا ہے۔ يَوْمَ لَا يَنْفَعُ مَالٌ وَّلَا بَنُوْنَ اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ یعنے جس دن نہ کام آئے کوئی مال نہ بیٹے مگر جو کوئی آیا اللہ کے پاس لیکر دل سلامت۔ اور قلب سلیم اس سلامت دل کو کہتے ہیں کہ سلامتی اس کے لئے ایک پکی اور سچی صفت ہو گئی ہو۔ اور اس کے مقابلہ میں مردہ دل ہے۔ حاصل کلام یہ ہے۔ کہ قلب سلیم اور قلب زندہ وہی ہے جو تمام اقسام شرک سے پاک صاف ہو۔ اور خاص مالک سے تمام کاموں میں تعلق خاص رکھتا ہو۔ توجہ اسی کی طرف۔ محبت اسی سے بھروسا اور تکیہ اسی پر۔ رجوع اسی کی طرف۔ عاجزی اسی کی طرف۔ ڈر اُسی سے۔ امیدواری اسی کی جناب سے۔ تمام کام اسی کے لحاظ سے کرتا ہے۔ اگر کسی سے دوستی کرتا ہے تو اسی کے لحاظ سے۔ اگر کسی سے دشمنی کرتا ہے تو اسی کے فرمان سے۔ اگر کسی کو دیتا ہے تو اسی کے حکم سے اور اگر کسی سے روکتا ہے تو اسی کے حکم سے۔ غرض کہ اپنی تمام باتوں اور کاموں اور عقیدوں اور ارادوں اور محبت اور نفرت سب کاموں میں غیر اللہ سے روگردانی کرے۔ اور ان سب باتوں میں اُس کا دستور العمل وہی ہو جو رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم لائے ہیں۔ یعنے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے کسی قول اور عمل اور عقیدہ میں نہ بڑھے جیساکہ مالک نے فرمایا ہے يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ یعنے جبتک وہ کچھ نہ کہے تم بھی کچھ نہ کہو۔ اور جبتک وہ تم کو حکم نہ دے تم کچھ مت کرو۔ بعض اکابر سلف نے فرمایا ہے کہ ہر ایک کام کے لئے گو چھوٹا ہی ہو قیامت کے روز دو سوال ہونگے۔ اول یہ سوال ہوگا کہ تونے یہ عمل کیوں کیا۔ دوم یہ سوال ہوگا کہ یہ عمل تونے کس کے طریقہ پر کیا۔ یعنے سوال اول یہ ہوگا کہ اس عمل کا باعث اور سبب اور موجب کیا ہے؟ کیا تیرے اس عمل کا سبب دنیاوی فائدے اور لذتوں کو حاصل کرنا ہے؟ جیسے لوگوں کی تعریف کی محبت اور ان سے خوف کرنا اور جو چیز بالفعل محبوب ہے اپنے عمل سے اس کو حاصل کرنا مراد ہوتا ہے اور یا عمل اس واسطے کرتا ہے کہ دنیا کے مکروہات سے بچوں۔ یا تیرے عمل کا سبب اپنے مالک کی بندگی ہے۔ اور اس کا تقرب ڈھونڈنا ہے اور اس کے حضور تک پہنچنے کا سبب طلب کرنا ہے۔ حاصل اس سوال کا یہ ہے کہ تجھپر مالک نے کیا حکم کیا تھا کہ ہر ایک عمل اپنے مولا کے واسطے کرنا یا اپنی لذت اور خواہش کیواسطے دوسرا سوال یہ ہوگا کہ یہ عمل تونے میرے فرستادہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق کیا ہے یا نہیں! یعنے یہ عمل ان کاموں میں سے ہے جن کو ہمنے اپنے رسول صلعم کی زبانی تیرے لئے مشروع کئے۔ یا ایسا کام ہے کہ ہمنے جائز نہیں فرمایا اور ہم اس سے خوش نہیں۔ غرض کہ پہلا سوال اخلاص سے ہوگا۔ اور دوسرا پیروی سنت نبوی سے ہوگا اللہ سبحانہ وتعالی کوئی عمل قبول نہیں فرماتا۔ جبتک وہ خالص لوجہ اللہ نہ ہو اور سنت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے مطابق نہ ہو۔ پس پہلے سوال کی خلاصی بیشک اسی طرح سے ہوگی کہ ہر عمل میں نہایت اخلاص رکھے۔ اور رہائی دوم سوال سے بجز اس کے نہ ہوگی کہ ہر عمل کو سنت نبوی کے موافق کرے۔

مردہ دل کی تعریف

مردہ دل وہ ہے جو قلب سلیم کی ضد ہو۔ مردہ دل وہ ہے جس میں جان نہیں۔ وہ اپنے رب کو نہیں پہچانتا۔ اور نہ اس کی عبادت اس کے حکم سے کرتا ہے۔ وہ صرف اپنی خواہشوں پر اڑا رہتا ہے۔ گو ان میں خدا تعالے کی ناراضگی یا غصہ ہو جب وہ اپنی شہوت اور لذت کو پہنچ گیا تو اب اس کو کچھ پروا نہیں۔ چاہے

اللہ تعالےٰ راضی ہو یا ناراض۔ پس ایسا دل غیر اللہ ہی کی محبت اور اسی سے خوف اور اسی سے امید اور اسی کی خوشی اور تعظیم اور اسی کے سامنے ذلیل ہونے کو جیا دست سمجھتا ہے۔ اگر کسی سے محبت کرتا ہے تو اپنی خواہش کے باعث اور کسی سے دشمنی کرتا ہے تو اپنی خواہش کے سبب سے اور اگر کسی کو دیتا ہے تو اپنی خواہش کے لئے اور نہیں دیتا تو اپنی خواہش کے واسطے غرضیکہ اس کی خواہش نفسانی اس کے نزدیک اس کے مالک کی خوشی سے زیادہ محبوب تر ہے۔ پس اس شخص کی حالت یہ ہوتی ہے کہ ہوائے نفسانی اس کا امام ہوتا ہے۔ اور شہوت دل اس کا کھینچنے والا اور جہالت اس کا مقتداء۔ اور غفلت اس کی سواری۔ پس وہ صرف دنیوی کاموں میں غرق ہوتا ہے۔ اور اپنی نفسانی خواہشوں میں بدمست ہوتا ہے۔ اور دنیا کی محبت میں بے ہوش ہوتا ہے۔ اللہ تعالےٰ اور دار آخرت کی طرف بلانے والے اس کو بلاتے ہیں۔ لیکن اس پر کچھ اثر نہیں ہوتا۔ وہ شیطانوں اور سرکشوں کے تابع ہوتا ہے۔ دنیا ملعون کے سبب سے وہ غضب الٰہی میں گرفتار ہو جاتا ہے اور وہ احمق اس کو بہت محبوب سمجھا جاتا ہے اور ہوائے نفسانی اس کو بہرہ اور اندھا کر دیتی ہے۔ سو اس کو باطل خوب معلوم ہوتا ہے اور حق برا معلوم ہوتا ہے۔

پس اس کا حال دنیا میں ایسا ہے جیسا کسی نے لیلےٰ کے باب میں یہ شعر کہا ہے۔

عدو لمن عادت وسلم لاھلہا
ومن قربت لیلیٰ احب وقربا

یعنے دشمن ہوں لیلےٰ کے دشمن کا اور دوست ہوں اس کے دوست کا۔ اور جسکو لیلےٰ اپنے پاس بٹھالے وہ مجھ کو بہت پیارا اور قریب ہے۔ پس ایسے مردہ دل سے اختلاط کرنا بیماری ہے اور ایسے کے ساتھ گذارہ کرنا سم قاتل ہے۔ اور ایسے دل والے سے مجالست کرنا ہلاکت ہے۔

دل نیم مردہ

دل نیم مردہ وہ دل ہے۔ جس میں جان بھی ہے اور بیماری بھی تو اس میں دو مادے ہیں۔ دونوں آپس میں غالب و مغلوب ہوتے رہتے ہیں۔ کبھی یہ غالب اور زور آور۔ اور وہ مغلوب۔ اور کبھی وہ غالب اور زور آور اور یہ مغلوب۔ اور جو نسا ان دونوں میں سے غالب ہوتا ہے تو دوسرا اسی کا ہو جاتا ہے۔ یعنے دل میں جو اللہ تعالےٰ کی محبت ہے۔ اور اسی پر ایمان لانا اور بھروسا کرنا اور عمل کو اخلاص سے کرنا ہے تو یہ اس کی زندگی کا مادہ ہے۔ اور دل میں جو محبت خواہشات نفسانی ہے اور ان کا اختیار کرنا اور ان کے حاصل کرنے کا حریص ہونا۔ اور دل میں جو حسد اور تکبر اور شیخی اور ریاست سے زمین میں فساد کرنے کی محبت ہے تو یہ اس کی ہلاکت کا مادہ ہے۔ اور وہ ان دونوں سببوں میں مبتلا ہے۔ ایک سبب تو اس کو اللہ تعالےٰ اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم اور دار آخرت کی طرف بلاتا ہے اور دوسرا سبب اس کو دنیا کی طرف بلاتا ہے۔ اور وہ ان دونوں میں سے اسی کی مانتا ہے جسکا دروازہ اس سے قریب تر ہو اور ہمسائگی میں نزدیک تر ہو۔

یہ تین قسم کے دل ہوئے پس اول دل تو محض زندہ اور متواضع اور نرم اور یاد رکھنے والا ہے اور دوسرا دل محض خشک مردہ اور تیسرا دل بیمار ہے کبھی سلامتی کی طرف نزدیک ہے۔ اور کبھی ہلاکت کی طرف۔ اور ان تینوں دلوں کو اللہ جل شانہ نے اپنے کلام پاک میں جمع فرمایا ہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا ہے۔ وَمَا أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ مِن رَّسُولٍ وَلَا نَبِيٍّ إِلَّا إِذَا تَمَنَّىٰ أَلْقَى الشَّيْطَانُ فِي أُمْنِيَّتِهِ فَيَنسَخُ اللَّهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطَانُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللَّهُ آيَاتِهِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ۝ لِّيَجْعَلَ مَا يُلْقِي الشَّيْطَانُ فِتْنَةً لِّلَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٌ وَالْقَاسِيَةِ قُلُوبُهُمْ وَإِنَّ الظَّالِمِينَ لَفِي شِقَاقٍ بَعِيدٍ ۝ وَلِيَعْلَمَ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ أَنَّهُ الْحَقُّ مِن رَّبِّكَ فَيُؤْمِنُوا بِهِ فَتُخْبِتَ لَهُ قُلُوبُهُمْ وَإِنَّ اللَّهَ لَهَادِ الَّذِينَ آمَنُوا إِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ

اس آیت میں اللہ تعالےٰ نے تین قسم کے دل بیان فرمائے۔ دو دل فتنہ میں مبتلا۔ اور ایک نجات پانے والا۔ پس دو فتنہ کے گرفتار وہ دل ہیں۔ جن میں بیماری اور سختی ہے اور نجات والا دل ایماندار کا دل ہے۔ اپنے رب کی طرف عاجزی کرنیوالا یہی دل اپنے رب کی طرف کر چین پکڑتا ہے اور اس کے سامنے دبتا ہے۔ اور اسی کا تابع اور فرمانبردار رہتا ہے۔ اور دل کے اس تقسیم کی وجہ یہ ہے کہ دل اور دیگر اعضاء کو اللہ تعالےٰ نے تندرستی اور سلامتی کے واسطے پیدا کیا ہے ان میں کوئی ایسی نفت نہ آجاوے۔ جو مخالف اس غرض کے ہو۔ جس کیلئے وہ پیدا ہوئی ہیں۔ اب جو وہ اس تندرستی اور سلامتی سے تجاوز کرینگی تو یا اپنی خشکی اور سختی کے باعث جیسے شل ہاتھ یا گنگی زبان یا آنکھ بے نور یا کوئی مرض اور آفت مانع ہوتا رہتا ہے۔ ان کی درستی اور سلامتی سے پس جو دل کہ تندرست ہے اس میں ادراک حق کے قبول کرنے اور محبت کرنے میں بجز ادراک کے اور کوئی حائل نہیں۔ ادھر حق سمجھا ادھر مانا۔ اور دل مردہ سخت اس کو قبول نہیں کرتا۔ نہ حق کا فرمانبردار ہوتا ہے اور بیمار دل اگر بیماری بڑھ جاتی ہے تو مردہ دل سے مل جاتا ہے اور اگر تندرستی غالب ہوئی تو تندرست دل اور قلب سلیم سے مل جاتا ہے اور شیطان جو الفاظ کہ کانوں میں اور شبہات دلوں میں ڈالتا ہے وہ سب ان دونوں دلوں کے لئے فتنہ ہوتے ہیں۔ اور سلیم دل کے لئے قوت بخشتا ہے۔ اسلئے کہ قلب سلیم شیطان کی ڈالی ہوئی بات کو باطل اور برا سمجھتا ہے اور جانتا ہے کہ یہ حق نہیں۔ پس وہ حق کی طرف مائل ہو جاتا ہے۔ اور حق سے اطمینان پکڑتا ہے۔ اور حق کے تابع ہو جاتا ہے۔ اور شیطانی وسوسے کے بطلان پر یقین کر لیتا ہے۔ پس اس کا ایمان زیادہ ترقی پر ہو جاتا ہے۔ اور ایمان کی محبت میں بڑھ جاتا ہے۔ اور باطل کو بہت برا سمجھتا ہے اور جو دل فتنہ میں گرفتار ہوتا ہے وہ شک میں رہتا ہے اور جو دل قلب سلیم ہوتا ہے اس کو شیطانی وسوسے کچھ نقصان نہیں پہنچاتے۔ حدیث صحیح میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ

فرماتے ہیں کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فتنے دلوں پر ایسے پیش ہوتے ہیں کہ جیسے چٹائی کا بننا کہ ایک کے بعد دوسرا تنکا آتا جاتا ہے پس جس دل میں فتنہ رچ جاتا ہے۔ اس میں ایک کالا نکتہ بن جاتا ہے اور جونسا دل فتنہ سے انکار کرتا ہے اس میں ایک سفید نکتہ پڑ جاتا ہے یہاں تک کہ دل دو طرح کے ہو جاتے ہیں ایک تو دل بہت سیاہ۔ جیسے الٹا کوزہ۔ جس سے کچھ فائدہ نہیں ہوتا۔ کہ نہ نیکی کو جانے نہ بدی سے انکار کرے۔ بجز خواہش نفسانی کے اور کچھ نہیں جانتا۔ خواہش نفسانی اس کو بہت محبوب ہوتی ہے۔ اور ایک دل سفید ہے کہ اس کو فتنہ نقصان نہیں کرتا۔ جب تک کہ آسمان و زمین موجود ہیں۔ اس حدیث شریف میں دلوں پر فتنوں کے ایک دوسرے کے بعد آنے کو تشبیہ چٹائی کی تاروں سے دی ہے۔ کہ وہ بھی بننے وقت ایسی ہی آتی ہیں۔ اور جن دلوں پر فتنے پیش ہوتے ہیں۔ ان کو اس حدیث شریف میں دو قسم فرمایا ہے۔ ایک وہ دل کہ جب اس پر فتنہ پیش ہو تو اس کو پی جائے۔ اور اس میں ایک نکتہ سیاہ بن جائے۔ اور ہمیشہ جو فتنہ آتا جائے اس کو پیتا جائے۔ یہاں تک کہ سب سیاہ ہو کر اوندھا ہو جائے۔ اور یہی مراد ہے آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے قول کالکوز مجخیا یعنے الٹا اور سرنگون ہو۔ پس جب سیاہ اور اوندھا ہو جاتا ہے تو ان دو بڑی آفتوں سے اس کو دو بڑی بیماریاں لگ جاتی ہیں۔ جو اس کو ہلاکت تک پہنچاتی ہیں۔ اللہ کی پناہ۔ اول نیکی اور بدی کی اس پر مشتبہ ہو جانا۔ یہاں تک کہ بھلے کام کو بھلا نہ سمجھنا اور برے کام کو برا نہ سمجھنا۔ اور یہ بیماری کبھی ایسی جم جاتی ہے کہ بھلے کام کو برا سمجھنے لگ جاتا ہے اور برے کام کو بھلا سمجھنے لگ جاتا ہے۔ اور سنت کو بدعت سمجھتا ہے۔ اور حق کو باطل اور باطل کو حق۔ اور یہ بیماری اس زمانہ میں بہت ہے اللہ تعالےٰ مسلمانوں کو اس سے شفا بخشے۔ دوسری بیماری اپنی خواہش نفسانی کو شریعت محمدی صلے اللہ علیہ وسلم پر غالب کرنا اور اپنی ہوائے نفسانی کے تابع رہنا اور ایک سفید دل فرمایا جس میں نور ایمان تاباں اور چراغ ہدایت روشن ہو۔ جب پھر کوئی فتنہ پیش ہوتا ہے تو وہ اس کا انکار کرتا ہے اور ہٹا دیتا ہے تو اس کا نور اور روز افزوں زیادہ ہو جاتا ہے اور وہ فتنے جو دلوں پر پیش ہوتے ہیں۔ اور دل ان سے بیمار ہوتے ہیں۔ وہ یا خواہش نفسانی کے فتنے ہیں یا شبہوں کے فتنے ہیں یا حق سے اندھا ہونے کے فتنے ہیں۔ یا گمراہی اور گناہوں اور بدعتوں اور ظلم اور جہالت کے فتنے ہیں پس خواہش نفسانی کے فتنے سے قصد اور ارادہ بگڑ جاتا ہے۔ اور شبہوں کے فتنے سے علم اور اعتقاد فاسد ہو جاتا ہے۔ اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے دلوں کی چار قسمیں فرمائی ہیں۔ بطور نمونہ ایک صحیح روایت حذیفہ بن الیمان کی بیان کرتا ہوں کہ انہوں نے فرمایا۔ دل چار قسم پر ہیں۔ اول دل صاف جیسے چراغ روشن ہو یہ دل مومن کا ہے۔ دوسرا دل غلاف والا۔ یہ دل کافر کا ہے۔ تیسرا دل اوندھا۔ یہ منافق کا دل ہے۔ کہ حق پہچان کر انکاری ہو گیا۔ اور حق دیکھ کر اندھا ہو گیا۔ چوتھا دل وہ ہے کہ دو مادے اس کو کھینچ لیتے ہیں۔ ایک مادہ ایمان کا ہے اور دوسرا نفاق کا ہے۔ اور وہ ان دونوں میں اسی کا ہو گا۔ جو غالب ہوا اس پر۔ اور دل صاف تو وہ ہے جو ماسوائے خدا اور رسول کے خالی ہو یعنے غیر حق سے پاک اور سالم ہے۔ اور اس میں چراغ روشن ہے۔ مراد ایمان ہے۔ غرض کہ اس کی صفائی یہ ہے کہ جھوٹے شبہات اور گمراہی کی خواہشوں سے پاک ہو۔ اور اس میں چراغ کا ہونا یہ ہے کہ اس کی چمک اور روشنی علم اور ایمان کے نور سے ہو۔ اور غلاف والا دل کافر کا ہے۔ کافر کا دل غلاف اور پردے میں رہتا ہے اس کو علم اور ایمان کا نور نہیں پہنچ سکتا۔ اور یہ وہ پردے ہیں جو اللہ تعالےٰ نے ان لوگوں کے طرف نقل کئے ہیں۔ ع

حق کے منکر ہیں۔ اور حق کے قبول کرنے سے محجوب ہیں۔ اور یہ پردے ایسے ہیں کہ جیسے کانوں کا بوجھ۔ اور آنکھوں کی نابینائی وغیرہ۔ چھپے پردے ہیں۔ جیسا کہ اس آیت شریف میں اللہ تعالے نے بیان فرمایا ہے۔ جَعَلْنَا بَيْنَكَ وَبَيْنَ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ حِجَابًا مَسْتُورًا وَجَعَلْنَا عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ أَكِنَّةً أَنْ يَفْقَهُوهُ وَفِي آذَانِهِمْ وَقْرًا اور اوندھا دل منافق کا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالے فرماتا ہے وَاللَّهُ أَرْكَسَهُمْ بِمَا كَسَبُوا یعنے ان کو اوندھا کر دیا یا اسفل میں پھیر دیا۔ ان کے برے کردار کے عملوں کے سبب سے۔ اور یہ دل سب دلوں سے برا اور ناپاک ہے۔ اس لئے کہ یہ باطل کو حق جانتا ہے اور باطل والوں سے محبت کرتا ہے۔ اور حق کو باطل سمجھتا ہے۔ اور حق والوں سے دشمنی رکھتا ہے اور جس دل کے دو مادے ہیں وہ ایسا دل ہے جس میں ایمان جما نہیں اور نہ چراغ ایمان اس میں ظاہر ہوا ہے۔ اور نہ صرف حق کے لئے خالص ہوا ہے۔ بلکہ اس میں ایک مادہ حق کا ہے اور دوسرا مادہ باطل کا ہے۔ جونسا ان دونوں مادوں میں دل پر غالب ہو جاتا ہے۔ دل اسی طرف مائل ہو جاتا ہے۔

دل کی بیماری کی حقیقت

اللہ تعالے دل کے بیماروں کے حال میں ارشاد فرماتا ہے فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ فَزَادَهُمُ اللَّهُ مَرَضًا اور فرمایا ہے لِيَجْعَلَ مَا يُلْقِي الشَّيْطَانُ فِتْنَةً لِلَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ اس میں اشارہ ہے شک کے مرض کی طرف اور فرمایا ہے يَا نِسَاءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَأَحَدٍ مِنَ النِّسَاءِ إِنِ اتَّقَيْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِي فِي قَلْبِهِ مَرَضٌ اس میں اشارہ ہے مرض شہوت کی طرف اور فرمایا ہے لَئِنْ لَمْ يَنْتَهِ الْمُنَافِقُونَ وَالَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ اور فرمایا ہے وَمَا جَعَلْنَا أَصْحَابَ النَّارِ إِلَّا مَلَائِكَةً وَمَا جَعَلْنَا عِدَّتَهُمْ إِلَّا فِتْنَةً لِلَّذِينَ كَفَرُوا لِيَسْتَيْقِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ وَيَزْدَادَ الَّذِينَ آمَنُوا إِيمَانًا وَلَا يَرْتَابَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ وَالْمُؤْمِنُونَ وَلِيَقُولَ الَّذِينَ

فِیْ قُلُوْبِہِمْ مَّرَضٌ وَّالْکَافِرُوْنَ مَاذَآ اَرَادَ اللّٰہُ بِہٰذَا مَثَلًا۔ اس میں کئی حکمتوں کی طرف اشارہ فرمایا مثلاً جو فرشتے آگ پر مقرر ہیں۔ ان کے انیس کہنے سے کافروں کی تو ہلاکت ہوتی ہے اور اس وجہ سے کہ ان کا کفر اور گمراہی بڑھتی ہے اور اہل کتاب اور ایمان والوں کے یقین کو قوت ہوتی ہے کیونکہ یہ مضمون اگلی کتابوں کے موافق ہے اور ایمان والوں کی تصدیق اس سے پوری ہوتی ہے اور کفار اور وہ لوگ جن کے دل میں بیماری اور نابینائی ہے اس میں حیران ہوتے ہیں۔ کہ اس بیان سے کیا غرض اور مراد ہے تو یہ دلوں کا حال ہے۔ کہ جس وقت امر حق ان پر اترتا ہے تو ایک دل اس سے کفر اور انکار میں مبتلا ہو جاتا ہے اور ایک کا اس سے ایمان بڑھ جاتا ہے۔ اور ایک بیماری جہالت ہے اس کی طرف اس آیت شریف میں اللہ تعالےٰ نے اشارہ فرمایا ہے۔ یٰۤاَیُّہَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْکُمْ مَّوْعِظَۃٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِی الصُّدُوْرِ وَہُدًی وَّرَحْمَۃٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ۔ پس جہالت بھی ایک بیماری ہے جس کی شفا علم اور ہدایت ہے اور گمراہی بھی ایک بیماری ہے اس کی شفا راہ الٰہی راستہ پر چلنا ہے اللہ تعالےٰ نے ان دونوں بیماریوں سے اپنے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو پاک کر کے اس آیت شریف میں بیان فرمایا ہے وَالنَّجْمِ اِذَا ہَوٰی مَا ضَلَّ صَاحِبُکُمْ وَمَا غَوٰی اور اللہ تعالےٰ کا کلام عام کے لئے تو نصیحت ہے اور جو اس پر ایمان لاوے اس کے لئے خاص کر ہدایت اور رحمت ہے اور دلوں کی بیماری کے واسطے شفا ہے تو جو شخص اس کلام سے شفا چاہیگا وہ تندرست اور مرض سے اچھا ہو جاوے گا۔ اور جو اس سے شفا کا طالب نہ ہوگا۔ اس کا حال اس شعر کے مطابق ہوگا ع

اذا قل من دائہ ظن انہ نجا

وبہ الداء الذی ھو قاتلہ

یعنے جب اس کی بیماری ذرا سی کم ہو جاتی ہے وہ سمجھتا ہے کہ میں بچ گیا ہوں۔ اور حال یہ ہے کہ ابھی وہ قاتل بیماری میں مبتلا ہو رہا ہے چنانچہ فرمایا ہے اللہ تعالےٰ نے وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا ہُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَۃٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ وَلَا یَزِیْدُ الظّٰلِمِیْنَ اِلَّا خَسَارًا

دل کی بیماری کے علاج

جس طرح کہ بدن کی بیماری یہ ہے کہ اپنی اعتدال سرشتی سے کسی بگاڑ کے لگاؤ سے باہر ہو جاتا ہے اور اس بگاڑ سے اس کی سمجھ اور حرکت اصلی خراب ہو جاتی ہے تو اس کی تین صورتیں ہیں۔ یا تو بگاڑ سے ادراک بالکل نہیں رہتا جیسے اندھا ہونا اور گونگا ہونا اور بہرا ہونا یا ادراک کم ہو جاتا ہے یا چیزوں کو جیسے واقع میں ہیں اس کے خلاف سمجھتا ہے۔ مثلاً شیریں کو تلخ اور بری کو اچھا اور ان کے برعکس اور علے ہذا القیاس تو ان سب صورتوں میں علاج کا محتاج ہوتا ہے اور اس کی تندرستی تین باتوں پر موقوف ہے ایک قوت کی حفاظت۔ دوسرے مضر کی چیزوں سے پرہیز کرنا۔ تیسرے بگڑے ہوئے مادوں کا نکالنا اور طبیب کی نظر پھرا کر انہیں تین باتوں کی طرف ہوتی ہے اور قرآن مجید میں یہ تینوں باتیں موجود ہیں اور ان کو اس ذات پاک نے سمجھایا ہے کہ جس نے اپنی کلام پاک کو شفاء اور رحمت کے لئے اتارا ہے دیکھو قوت کی حفاظت کیلئے خدا پاک نے مسافر اور بیمار کو رمضان شریف میں افطار کا حکم دیا ہے۔ اور یہ کہ مسافر سفر سے تھکا اور بیمار شفاء پا کر قضا کرے یہ اس لئے ہے کہ ان کی قوت قائم رہے اور مضر چیز سے پرہیز اس طرح بتایا کہ مریض کو وضو اور غسل میں اگر پانی ضرر کرتا ہو اس کے استعمال سے بچ کر تیمم کی طرف میل کرنے کا حکم فرمایا ہے۔ اور مادہ فاسد نکالنا یہ کہ جس احرام والے کے سر میں دکھ ہو اس کے لئے سر منڈانے کی اجازت دی کہ مونڈنے سے بخارات دکھ دینے والے سب نکل جاویں اور یہ تدبیر مادہ کے نکلنے کی بہت سہل ہے۔ امام شمس الدین فرماتے ہیں۔ جب میں نے یہ فائدہ سر منڈانے کا مصر کے ایک بڑے طبیب سے بیان کیا تو اس طبیب نے کہا کہ سبحان اللہ اگر میں مغرب تک اس فائدہ کے معلوم کرنے کے لئے سفر کرتا تب بھی سفر تھوڑا ہی ہوتا۔ اسی طرح دل کا مرض بھی تین امور مذکورہ کا محتاج ہے اس کی قوت کی حفاظت تو ایمان اور طاعات کے وظیفوں سے چاہئے۔ اور مضر چیز سے پرہیز یوں کرے کہ گناہوں اور اقسام مخالفات شرعی سے بچے اور مادہ کا نکالنا اس طرح کہ توبہ خالص کرے۔ اور خطا کے بخشنے والے سے درخواست بخشنے کی کرے خواہ دل کی بیماری ادراک کے بگاڑ سے ہو یعنے حق کو حق نہ جانتا ہو۔ یا امر حق کو جیسا کہ واقع میں ہو اس کے خلاف سمجھتا ہو خواہ ادراک ناقص ہو مگر اس سے اس کا ارادہ بگڑ گیا ہو اور اسی سبب سے امر حق مفید سے نفرت کرتا ہو۔ اور باطل بات مضر سے محبت۔ خواہ ادراک اور ارادہ دونوں کا بگاڑ ہو گیا ہو اور اکثر ایسا ہی ہوا کرتا ہے اور صحت کی حفاظت موافق اور مناسب چیز سے کی جاتی ہے اور مرض کو مخالف اور ضد سے دور کیا جاتا ہے اگر مرض کے سبب کے موافق دوا ہو تو اس کو زور ہو جاتا ہے اور اس کی ضد سے ہو تو دور ہو جاتا ہے اور صحت کے سبب کے مناسب تدبیر ہوگی تو صحت بنی رہیگی۔ اور مخالف سے ہوگی تو کم ہو جاوے گی خواہ جاتی رہے گی۔ اور جیسے کہ مریض کے بدن کو تھوڑی سی گرمی اور سردی اور حرکت وغیرہ میں وہ تکلیف ہوتی ہے جو تندرست کو نہیں ہوتی۔ اسی طرح جب دین میں مرض ہوتا ہے تو اس کو ادنے شبہ اور شہوت ضرر پہنچاتی ہے حالانکہ قلب سلیم پر اگر اس طرح کے جیسوں شبہے اور شہوات نفسانی آویں تو وہ اپنی قوت اور صحت کے باعث ان کو ٹال دیتا ہے۔

دل کی بیماری کی دوا دو قسم کی ہے ایک طبعی دوم شرعی

واضح ہو کہ دل کی دوا دو قسم کی ہے ایک وہ کہ مریض کو سر دست اس سے تکلیف نہ ہو اور یہ بیماری ابتدا میں ہوا کرتی ہے جیسے جہالت کہ یہ بھی ایک بیماری ہے اور شک شبہ کہ یہ بھی ایک بیماری ہے اور اپنی ہوائے نفس کی تابعداری یہ بھی ایک سخت بیماری ہے اور باوجود کہ دونوں

قسموں میں سے اس میں تکلیف زیادہ ہوتی ہے۔ مگر دل کو اسکی تکلیف معلوم نہیں ہوتی اس وجہ سے کہ دل بگڑ جاتا ہے اور اسلئے بھی کہ جہالت اور خواہش نفس کا نشہ دل کو تکلیف معلوم ہونے میں آڑے بن جاتا ہے یعنی معلوم نہیں ہونے دیتا۔ اور یہ تکلیف دونوں قسموں کی تکلیف سے سخت تر ہے اور اس کا علاج پیغمبروں اور ان کے تابعداروں کے پاس ہے کیونکہ اس مرض کے طبیب وہی ہیں۔

دوسری قسم بیماری دل کی وہ ہے جو بالفعل مریض کو ایذا دے۔ جیسے رنج اور غم اور اندوہ اور غصہ۔ اس قسم کی بیماری کبھی سرشتی دواؤں سے دور ہو جاتی ہے۔ مثلاً اسباب مرض کو دور کرنا اور ان چیزوں سے علاج کرنا جو بیماری کے اسباب کے ضد ہوں اس لئے کہ یہ مرض بدن کے امراض کی قسم کا ہے پس جو اپنے غصہ کو حق طور پر نکالے گا وہ اس کے مرض سے اچھا ہو جاویگا۔ چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے وَيَشْفِ صُدُورَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِينَ وَيُذْهِبْ غَيْظَ قُلُوبِهِمْ یعنی اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے دل ٹھنڈے کرے اور ان کے دلوں کا جلن نکال ڈالے۔ اور جو کوئی اپنا غصہ ظلم سے باطل طور پر نکالیگا اس کا مرض اور زیادہ ہو جاویگا یعنی لحاظ کر اس نے اس اپنی حرکت کو سمجھا کہ مجھکو اچھا کر دیگی۔ تو اس کا حال ایسا ہو گا۔ جیسا کوئی شخص اپنے عشق کی مرض سے معشوق کے ساتھ بدکاری کرنے سے اچھا ہونا چاہے تو وہ کیونکر اچھا ہوگا کیونکہ بدکاری تو اور مرض بڑھا دے گی۔ اور ایسی بیماری پیدا کریگی جو عشق کی بیماری سے بھی سخت ہو اور اسی طرح رنج اور غم اور اندوہ اپنی ضد دل سے یعنی فرحت اور خوشی سے دور ہو جاتے ہیں بشرطیکہ حق پر ہوں۔ اور اگر باطل پر ہوں تو ان کی تکلیف پوشیدہ اور مخفی رہتی ہے اور بعد میں ایسے امراض پیدا کرتی ہیں جو ان سے بھی سخت اور خطرناک تر ہوں۔ یہی حال جہالت کے علاج کا ہے ایسے علم سے جو مفید نہ ہو تو اسطرح کے علاجوں سے مرض دو بالا ہو جاتا ہے اور انہیں تدابیر کی جہت سے دل کو حال تکلیف مخفی کا معلوم نہیں ہوتا اور جس قسم کی بیماری تنہا مریض کے لئے بعض اوقات موجب بدبختی نہیں ہوتی اور نہ موجب عذاب کے ہوتی ہے مرنے کے بعد۔ اور قسم اول بیماری موجب بدبختی کی ہوتی ہے اور ہمیشہ کے عذاب کی موجب ہو جاتی ہے اگر اس کا علاج ایمانی اور نبوی دواؤں سے نہ کیا جاوے۔

دل کی زندگی اور روشنی ہر خیر کی جڑ ہے اور دل کی مردگی اور تاریکی ہر شر کی جڑ ہے

ہر بہتری کی اصل ہر ایک زندہ دل ہے زندگی کا کمال ہوتا ہے اور نور عقل کا پورا ہوتا ہے

یہی دونوں چیزیں تمام خیر کی اصل ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے أَوَمَن كَانَ مَيْتًا فَأَحْيَيْنَاهُ وَجَعَلْنَا لَهُ نُورًا يَمْشِي بِهِ فِي النَّاسِ كَمَن مَّثَلُهُ فِي الظُّلُمَاتِ لَيْسَ بِخَارِجٍ مِّنْهَا یعنی بھلا ایک شخص کہ مردہ تھا پھر ہم نے اس کو زندہ کیا اور دی اس کو روشنی کہ لئے پھرتا ہے لوگوں میں برابر اس کی ہے کہ جس کا حال یہ ہے اندھیروں میں پڑا ہوا ہے وہاں سے نکل نہیں سکتا۔ پس زندگی سے دل کی قوت ہوتی ہے اور اس کا سننا اور دیکھنا اور اس کی حیا اور پاکدامنی اور بہادری اور صبر ہوتا ہے اور دل کی زندگی سے اچھے کی محبت اور برے سے نفرت ہوتی ہے اور ان صفتوں کے کمزور ہونے سے دل کی حیات کمزور ہو جاتی ہے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہلاک ہوا وہ شخص جس کا دل ایسا نہیں کہ نیکی و بدی کو پہچانے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَذِكْرَىٰ لِمَن كَانَ لَهُ قَلْبٌ یعنی اس میں نصیحت ہے اس شخص کو جس کے اندر تندرست دل ہے پس تندرست دل کے سامنے جب باتیں آتی ہیں تو ان سے متنبہ ہوتا ہے اور خود بخود ان سے نفرت کرتا ہے اور مردہ دل اچھے اور برے میں تمیز ہی نہیں کر سکتا اسی طرح وہ دل جس کو شہوت نفسانی کی بیماری ہے کہ وہ اپنے ضعف کے سبب جو برائی اس کے سامنے آتی ہے اس کی طرف اسقدر جھکتا ہے جتنا مرض میں زور یا کمزوری ہوتی ہے۔ اسی طرح نور جب قوی ہوتا ہے تو ظلمت معلومات

کی صورت میں سمجھائی ہیں۔ پس اچھے کام کی خوبی اور برے کام کی برائی ظاہر ہو جاتی ہے اور خدا ذوالکرم نے ان دونوں باتوں کو کلام مجید میں ذکر فرمایا ہے چنانچہ ارشاد فرماتا ہے وَكَذَٰلِكَ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ رُوحًا مِّنْ أَمْرِنَا مَا كُنتَ تَدْرِي مَا الْكِتَابُ وَلَا الْإِيمَانُ وَلَٰكِن جَعَلْنَاهُ نُورًا نَّهْدِي بِهِ مَن نَّشَاءُ مِنْ عِبَادِنَا ترجمہ۔ اور اسی طرح بھیجا ہم نے تیری طرف ایک کتاب اپنے حکم سے تو نہ جانتا تھا کہ کیا ہے کتاب اور کیا ہے ایمان پر ہم نے اس کتاب کو نور کر دیا جس کے ذریعہ سے ہم جسے چاہیں اس کتاب سے ہدایت دے دیتے ہیں۔ اس آیت میں روح اور نور کو جمع فرمایا۔ روح سے زندگی حاصل ہوتی ہے اور نور سے چمک۔ اور اللہ تعالیٰ نے دوسری آیت میں بتا دیا ہے کہ ہماری کتاب ان دونوں باتوں کو شامل ہے چنانچہ فرماتا ہے أَوَمَن كَانَ مَيْتًا فَأَحْيَيْنَاهُ وَجَعَلْنَا لَهُ نُورًا يَمْشِي بِهِ فِي النَّاسِ یعنی بھلا جو شخص کہ کافر مردہ دل ظلمت جہل میں پھنسا ہوا تھا اور اس کو ہم نے سنورنے کی راہ بتائی اور ایمان کی توفیق دی اور اس کے دل کو مرنے کے بعد زندہ کیا اور تاریکی سے روشنی عنایت کی۔ پس اللہ جل شانہ نے کافر کو تو اس وجہ سے کہ اس کی طاعت سے اور اعمال سعادت سے روگردانی کرتا ہے بمنزلہ مردہ کے قرار دیا ہے جو اپنے نفس کو کسی فائدہ کی چیز سے نفع نہیں دیتا اور نہ اس سے کوئی برائی دور کرتا ہے پس اسلام اختیار کرنے سے اس نے وہی نفع اور ضرر کی چیزیں معلوم کیں اور خدا تعالیٰ کی خفگی اور عذاب سے اپنی جان کی خلاصی میں محنت کی تو اس نے حق دیکھا باوجودیکہ پہلے اندھا تھا اور اس کو ایک خاص نور ملا۔ اور اور لوگ اندھیرے میں ہیں۔ اور اسی لئے خدا تعالیٰ نے اپنی وحی اور اپنے بندوں کی دو مثالیں ایک آبی اور دوسری آتشی بیان فرمائیں سورہ رعد میں أَنزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً فَسَالَتْ أَوْدِيَةٌ بِقَدَرِهَا فَاحْتَمَلَ السَّيْلُ زَبَدًا رَّابِيًا وَمِمَّا يُوقِدُونَ عَلَيْهِ فِي النَّارِ ابْتِغَاءَ حِلْيَةٍ أَوْ مَتَاعٍ زَبَدٌ مِّثْلُهُ كَذَٰلِكَ يَضْرِبُ اللَّهُ الْحَقَّ وَالْبَاطِلَ فَأَمَّا الزَّبَدُ فَيَذْهَبُ جُفَاءً وَأَمَّا

مَا يَنْفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي الْأَرْضِ كَذٰلِكَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْأَمْثَالَ ۔ ترجمہ۔ اتارا آسمان سے پانی پھر بہے نالے اپنے موافق پھر اوپر لایا وہ نالا جھاگ پھولا ہوا اور جس چیز کو دھونکتے ہیں آگ میں واسطے زیور کے یا اسباب کے ایسی ہی جھاگ ہے ویسا ہی یوں ٹھہراتا ہے اللہ تعالیٰ صحیح اور غلط سو وہ جھاگ ہے سو جاتا ہے سوکھ کر اور وہ جو کام آتا ہے لوگوں کے سو رہتا ہے زمین میں یوں ہی بیان فرماتا ہے اللہ تعالیٰ مثالیں۔ یہیں اپنی وحی کی مثال پانی سے دی۔ اس وجہ سے کہ اس سے زندگی حاصل ہوتی ہے اور آگ سے اسلئے کہ اس سے روشنی اور چمک پیدا ہوتی ہے اور نالوں کو جو اپنے اپنے موافق بہتے ہیں۔ مثل دلوں کے فرمایا یعنے جیسے کسی نالے میں بہت پانی کی گنجائش ہوتی ہے اور کسی میں کم اور جو شبہات اور شہوات کہ ان کو دل بباعث نئے وحی کے اٹھاتے ہیں۔ ان کو اس جھاگ سے تشبیہ دی جو بہتا پانی اٹھایا کرتا ہے اور معلوم ہے جو یہ شبہات جلتے رہتے ہیں اس کو اس جھاگ کے جلتے رہنے اور نالے کے پھینک دینے اور صرف پانی جس کے نفع ہوتا ہے اس میں رہ جانے سے تشبیہ دی اسی طرح دوسری مثال میں جواہر کے بسبب وہ میل جو اس جوہر میں ہوتا ہے جاتا رہتا ہے اور خالص رہجاتا ہے سورہ بقر میں دونوں مثالیں اسی طرح بیان فرمائی ہیں مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِي اسْتَوْقَدَ نَارًا فَلَمَّا أَضَاءَتْ مَا حَوْلَهُ ذَهَبَ اللّٰهُ بِنُورِهِمْ وَتَرَكَهُمْ فِي ظُلُمَاتٍ لَا يُبْصِرُونَ صُمٌّ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَرْجِعُونَ ترجمہ۔ مثال ان کی جیسے ایک شخص نے سلگائی آگ پھر جب روشن کیا اس کے گرد کو لے گیا اللہ ان کی روشنی اور چھوڑا ان کو اندھیرے میں نظر نہیں آتا بہرے ہیں گونگے ہیں۔ اندھے ہیں سو وہ نہیں پھرینگے۔ یہ تو مثال آتشی ہے پھر فرمایا أَوْ كَصَيِّبٍ مِنَ السَّمَاءِ فِيهِ ظُلُمَاتٌ وَرَعْدٌ وَبَرْقٌ الآیۃ ترجمہ۔ یا جیسے مینہ پڑتا ہے آسمان سے اس میں اندھیرے اور گرج ہیں اور بجلی۔

اپنے مالک کا فرمانبردار زندہ دل ہے اور نافرمان مردہ دل ہے

قرآن کو دل کی درستی انہیں دونوں باتوں پر ہے تو جیسے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ لِيُنْذِرَ مَنْ كَانَ حَيًّا ۔ ترجمہ۔ ڈر سنانے سے وہی فائدہ مند ہوتا ہے جو زندہ دل ہوتا ہے اور فرمایا کہ اسْتَجِيبُوا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ ترجمہ۔ اللہ رسول کے حکم مانو جب تم کو پہنچے اس میں تمہاری زندگی ہے یعنے تم زندہ دل ہو جاؤ گے اور جو شخص اللہ رسول کا حکم نہ مانے اس کو قبر والوں سے تشبیہ دی اس لئے کہ ان کے بدن ان کے دلوں کی قبریں ہیں۔ یعنے جب دل مرگئے تو بدنوں میں گاڑ دئے گئے۔ اور اسی طرح کہا ہے شاعر نے ؎

وفی الجہل قبل الموت موت لاہلہ
واجسامہم قبل القبور قبور
وارواحہم فی وحشۃ من جسومہم
ولیس لہم حتی النشور نشور

ترجمہ۔ جاہل لوگ جہالت کے سبب موت سے پہلے مردہ ہیں۔ اور جسم ان کے دفن سے پہلے خود قبریں ہیں۔ ارواحوں کی اور ان کی روحیں گھبراتی ہیں اجسام میں اور حشر سے پہلے ان کا حشر نہیں ہے اور خداوند پاک نے وحی کو بھی روح فرمایا ہے ان آیتوں میں يُلْقِي الرُّوحَ مِنْ أَمْرِهِ عَلَىٰ مَنْ يَشَاءُ ترجمہ۔ اتارتا ہے روح (یعنے وحی) کہ اپنے حکم سے جس پر چاہے اور فرمایا وَكَذٰلِكَ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ رُوحًا ترجمہ۔ اور یونہی اتاری ہم نے ایک روح (یعنے وحی)

وحی کو اللہ تعالیٰ نے کس وجہ سے روح فرمایا ہے

اس کی وجہ یہ ہے کہ روحوں اور دلوں کی زندگی وحی الہی کی تابعداری سے ہوتی ہے اور حیات طیبہ بھی اسی کو فرمایا ہے چنانچہ ارشاد فرمایا ہے مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهُ حَيَاةً طَيِّبَةً ترجمہ۔ جسنے کیا نیک کام مرد ہو یا عورت اور وہ یقین رکھتا ہے تو اس کو ہم پاک زندگی عطا فرماویں گے تو اس سے معلوم ہوا کہ جو وحی الہی کو دل سے مانے۔ اور اس پر عمل کرے تو زندہ دل ہے اور اسی کی پاک زندگی ہے۔ اور اسی کے موافق اس آیت میں بھی فرمایا ہے يُمَتِّعْكُمْ مَتَاعًا حَسَنًا ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ دنیا میں بھی تمکو اچھا فائدہ مند کریگا۔

فرمانبردار کے دونوں جہان اچھے اور نافرمان کے دونوں خراب

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے لِلَّذِينَ أَحْسَنُوا فِي هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةٌ وَلَدَارُ الْآخِرَةِ خَيْرٌ وَلَنِعْمَ دَارُ الْمُتَّقِينَ ترجمہ۔ جنہوں نے بھلائی کی اس دنیا میں ان کو بھلائی ہے اور پچھلا گھر بہتر ہے اور کیا خوب گھر ہے پرہیزگاروں کا۔ اللہ تعالیٰ نے بیان فرمادیا کہ بھلائی کرنے والا اپنی بھلائی کی بدولت دونوں جہان میں نیکبخت ہو جاتا ہے اور بدی کرنے والا اپنی بدی کے مارے دونوں جہان میں بدبخت ہو جاتا ہے اور آیت میں بھی یہی مضمون ارشاد فرمایا ہے وَمَنْ أَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنْكًا وَنَحْشُرُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْمَىٰ ترجمہ۔ اور جس نے منہ پھیرا میرے ذکر سے یعنے میری کتاب سے تو اس کو بری زندگی ملیگی اور قیامت کے دن وہ اندھا ہوگا اور فرمایا ہے فَمَنْ يُرِدِ اللّٰهُ أَنْ يَهْدِيَهُ يَشْرَحْ صَدْرَهُ لِلْإِسْلَامِ وَمَنْ يُرِدْ أَنْ يُضِلَّهُ يَجْعَلْ صَدْرَهُ ضَيِّقًا حَرَجًا كَأَنَّمَا يَصَّعَّدُ فِي السَّمَاءِ كَذٰلِكَ يَجْعَلُ اللّٰهُ الرِّجْسَ عَلَى الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ ترجمہ۔ اللہ تعالیٰ جسکی ہدایت کا ارادہ کرے کھول دیتا ہے سینہ اس کا حکم برداری کو اور جس کی گمراہی کا ارادہ کرے اس کا سینہ تنگ اور خفا کر دیتا ہے گویا زور سے آسمان پر چڑھتا ہے بے یقینوں پر اللہ تعالیٰ پلیدی ڈالتا ہے اس آیت میں دونوں قسموں کو اللہ تعالیٰ نے اکٹھا بیان فرمادیا تو اہل ہدایت اور ایمان کے لئے تو سینہ کھلنا بیان فرمایا اور گمراہی والوں کے لئے سینہ کی تنگی بیان فرمائی اور فرمایا ہے أَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرَهُ لِلْإِسْلَامِ فَهُوَ عَلَىٰ نُورٍ مِنْ رَبِّهِ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایمان والے نور اور سینہ کی کشادگی میں ہیں اور گمراہی والے تاریکی اور

حکمتیں ہیں اور مفصل بیان اس کا آئندہ بیان کیا جاوے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

مسلمان غافل ہیں قرآن مجید سے

اللہ تعالیٰ کے کلام کو وہی فضیلت سب کلاموں پر حاصل ہے جو خود اللہ تعالیٰ کو تمام مخلوق پر ثابت ہے۔ اگر آدمی اور جن جمع ہو کر یہ چاہیں کہ قرآن مجید کی طرح کا کلام بنالائیں تو ہرگز نہیں لا سکتے اگرچہ بعض بعض کے مددگار کیوں نہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے اس کلام مقدس میں ہر شئی واسطے تذکیر کے ذکر کی ہے اس کو علما ہی جانتے ہیں۔ یہ وہ پاکیزہ کلمات ہیں کہ سارے درخت قلم ہوں اور سات دریا سیاہی ہوں تب بھی ختم نہ ہو سکیں۔ پہلے قرنوں میں صحابہ و تابعین و علماء ربانیین اور اسلاف واخلاف صالحین ہمیشہ اس قرآن مجید کو رات دن پڑھتے اور اس کے فوائد اور برکات بیان کرتے اور اولاد و اخوان کو نصیحت اس کے پڑھنے کی علی الدوام کیا کرتے لیکن افسوس ہے کہ اکثر اہل اسلام نے اس قرآن مجید کو بالکل ترک کر دیا ہے اگرچہ لاکھوں قرآن اس چودہ صدی میں طبع ہو چکے ہیں۔ اور دن بدن زیادہ ہوتے جاتے ہیں۔ اور اس کے تراجم فارسی و اردو اور ہر زبان میں اور نیز اس کی تفاسیر عربی و فارسی و اردو وغیرہ زبانوں میں ہر گاؤں اور ہر قصبہ اور ہر شہر میں دست بدست پڑھے پھرتے ہیں یہ بھی ایک علامت ہے منجملہ علامات قیامت کے کہ علم بہت ہے اور عمل بالکل نہیں ہے۔ رب العالمین نے قرآن مجید کو اس واسطے نازل فرمایا تاکہ لوگ اس کے وسیلہ پسندیدہ اور ناپسندیدہ کاموں میں امتیاز کریں اور نفس امارہ کے دھوکے اور جن اور انس کے شیاطین کے فریب سے نجات پاویں اور اعمال قبیحہ اور اخلاق ناشائستہ سے صاف اور پاک ہو کر مقام اعلیٰ اور مکان مصفیٰ میں جا بیٹھیں اور اعمال حسنہ اور اخلاق مہذبہ کے ساتھ مشرف ہو جاویں مگر افسوس صد افسوس کہ اس زمانہ کے لوگ قرآن شریف کی کچھ قدر نہیں کرتے۔

اور اس کتاب کریم کو جو مالک الملک نے اپنے بندوں کے پاس بھیجی ہے ایک ادنیٰ مصنف کی تصنیف کی طرح اور ایک ادنیٰ حاکم کے پروانہ کی طرح بھی نہیں جانتے اور یہ بات ظاہر ہے کہ ہر تصنیف اور پروانہ کا قدر اور عزت اسی اندازہ سے ہوتی ہے جس قدر اس کے مصنف اور بھیجنے والے کی ہوتی ہے تو قرآن مجید کی قدر اور منزلت اور تعظیم اور محبت جو لوگوں کے دلوں میں نہیں ہے اس کا سبب یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ جل شانہ کی قدر اور محبت اور تعظیم اور وقار ان کے دلوں میں نہیں رہا جیسا خود اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ اِنَّ اللّٰهَ لَقَوِيٌّ عَزِيْزٌ ترجمہ۔ اور لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی قدر نہ کی جیسے چاہیئے۔ اور اللہ تعالیٰ زبردست اور غالب ہے عوام کا تو کیا ذکر ہے بلکہ اخص خواص بھی علماء کرام اور پیرون فقیروں اور پیشواؤں کے دلوں سے قرآن شریف کی محبت اور تعظیم جاتی رہی اور قرآن پاک کو اپنی پیٹھ پیچھے پھینک دیا ہے اور طاق نسیان میں رکھ دیا ہے۔ ہم خود اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں کہ بڑے بڑے علما اور پیر اور فقیر قرآن مجید کے مطالب سے بیخبر ہیں۔ عوام الناس کا تو کیا ذکر ہے اپنی تمام عمر اور علوم اور کاموں میں صرف کرتے ہیں۔ اور قرآن مجید کے مطالب سے جو مسلمانوں کا فرض عین ہے بے خبر اور بے بہرہ رہتے ہیں اور ضروریات دین جس سے آدمی مسلمان ہوتا ہے۔ بالکل ناآشنا ہوتے ہیں۔ جو باتیں موجب غضب الٰہی ہوتی ہیں ان کو دین اسلام سمجھتے ہیں اور جو باتیں موجب رضامندی الٰہی ہوتی ہیں۔ ان کو کفر اور گمراہی سمجھتے ہیں نعوذ باللہ من ذالک۔ ہر مسلمان پر یہ واجب اور فرض ہے کہ قرآن مجید کے مطالب اچھی طرح سمجھے اور پورا واقف ہو جائے اور اپنے عزیزوں اور قرابتیوں کو سمجھائے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی دستور اختیار کریں کہ آپس میں حلقہ حلقہ بیٹھکر ایک انمیں سے قرآن مجید پڑھا کرتا باقی سب شوق سے سنتے تھے فرق صرف یہی ہے کہ صحابہ کرام خود عربی زبان سے سمجھ لیا کرتے تھے

اور جو لوگ اردو ترجمہ اور تفسیر سے سمجھا کریں ہر طبقہ کے مسلمانوں پر خواہ نوکر پیشہ ہوں یا کسب گر وغیرہ کہ ہر روز بلا ناغہ آپس میں بیٹھکر ایک ان میں سے جو قرآن مجید کے مطالب سے واقف ہو خواہ صرف اردو ہی جانتا ہو وہ اوروں کو سنا دے اور سمجھا دے اور مطالب قرآن مجید کے ان کے ذہن نشین کرے جیسے کہ اور قصہ جات اور اخبارات سنایا کرتے ہیں بجائے اس کے کلام الٰہی سنایا کریں جیسے کہ دوست آپس میں مل کر مثنوی مولانا جلال الدین۔ گلستان شیخ سعدی و منطق الطیر شیخ فرید الدین عطار وغیرہ کو نقل مجالس اور زینت مجلس بنایا کرتے ہیں۔ اور اس سے حظ اٹھاتے ہیں۔ اسی طرح اگر قرآن کے ترجمہ اور تفسیر اردو سے اپنی مجالس کو زینت دیویں اور مبارک کریں اور مطالب اس کے سمجھیں اور سمجھا دیں اگر اولیاء اللہ کے کلام سے شغل ہے تو یہ کلام اللہ شفیع ہے اگر وہ حکیموں کی نصیحتیں ہیں تو یہ احکم الحاکمین کی نصیحتیں ہیں۔ اگر وہ عزیزوں کی مکتوب ہیں تو یہ رب العزت کی مکتوب ہے ہر ایک عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ ان میں سے کس کا رتبہ زیادہ ہے کس کے کلام کو زیادہ اہتمام سے سننا اور سیکھنا چاہئے۔ حقیقت امر تو یہ ہے کہ قرآن مجید کے اترنے سے اصلی فائدہ اس کے نصائح سے نصیحت پکڑنی ہے اور اس کی ہدایات سے ہدایت پکڑنی ہے نہ صرف اس کے الفاظ پڑھنے اگرچہ اس کے الفاظ بھی مبارک اور نور ہیں مگر اصلی مقصود اس کے اوامر کی تعمیل ہے اور اس کے مطالب سے پورا واقف ہونا ہے جب اس کے مطالب سے پورا واقف ہو جاوے گا اور اس کا سینہ اسی سے منور ہو جاویگا۔ تو پھر کسی ملحد زندیق کے فریب میں نہیں آویگا اور نہ غیر مذہب والوں کے شبہوں کا اس پر اثر پڑیگا۔ آگاہ ہو جاؤ۔ کیسا اسلام ہے اس شخص کا جس نے قرآن شریف کے مطالب بھی نہ سمجھے اور کیا دین اور ایمان ہے اس شخص کا جس نے کلام الٰہی کی نصیحتوں سے حلاوت نہ اٹھائی۔

ع بشکند پشتے کہ خم در طاعت رحماں نشد
کور بہ چشمے کہ لذت گیر از قرآں نشد

اللہ تعالٰے قرآن شریف میں فرماتا ہے وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا ترجمہ۔ اللہ تعالٰے کی رسی کو مضبوط پکڑو۔ قتادہ رح اور سدی رح نے فرمایا ہے کہ حبل اللہ سے مراد قرآن مجید ہے سیوطی رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر درمنثور میں بیان فرمایا ہے۔ کہ ابن جریر رحمہ اللہ نے ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کتاب اللہ ھو حبل اللہ الممدود من السماء الی الارض ذکرہ السیوطی ترجمہ۔ قرآن مجید کو اللہ تعالٰے نے ایک رسی کی طرح آسمان سے زمین کی طرف لٹکایا ہے تو جس نے اس رسی کو پکڑ لیا وہ تو اللہ تعالٰے تک پہنچ جاوے گا۔ اور جس نے چھوڑ دیا تو وہ ہلاک ہو جاوے گا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں من تعلم کتاب اللہ ثم اتبع ما فیہ ھداہ اللہ من الضلالۃ فی الدنیا ووقاہ یوم القیامۃ سوء الحساب ترجمہ۔ جس نے قرآن مجید سیکھا اور پھر اس کے احکام کے تابع ہو گیا۔ اللہ تعالٰے اس کو ہدایت کرے گا۔ اور گمراہی سے بچا دے گا اور قیامت کے روز اس کو برے حساب سے بچا دے گا۔ پوری آیت سنئے سورہ آل عمران میں اللہ تعالٰے فرماتا ہے وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا وَاذْکُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ اِذْ کُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَیْنَ قُلُوْبِکُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِہٖٓ اِخْوَانًا۔ ترجمہ۔ اور مضبوط پکڑو رسی اللہ کی سب ملکر اور پھوٹ نہ ڈالو۔ اور یاد کرو احسان اللہ کا اپنے اوپر۔ جب تھے تم آپس میں دشمن۔ پھر اللہ تعالٰے نے الفت اور محبت دی۔ تمہارے دلوں میں۔ پس تم ہوگئے اس کے فضل سے بھائی۔ یعنے اللہ تعالٰے کا بڑا فضل ہے کہ تم کو ایک نبی کے تابع کیا اور ایک کتاب دی کہ اس پر عمل کرو سب ملکر اور آپس میں اختلاف مت ڈالو۔ کہ کوئی اپنی طرف سے ایک طریقہ نکالے اور دوسرا اس کے مقابلے میں اپنی عقل کی تیزی جتلانے کو دوسرا طریقہ پھیلا دے۔ اور جب نئی نئی راہیں نکلیں تو پھوٹ پڑے۔ اور اتفاق نہ رہے۔ سو اللہ تعالٰے فرماتا ہے کہ اس قرآن مجید کو اللہ تعالٰے کی طرف سے رسی سمجھو جیسے کوئی شخص کسی گڑھے میں پڑے ہوئے شخص کو رسی لٹکا کر نکالتا ہے سو اللہ تعالٰے نے یہ قرآن مجید اتارا۔ تم سب اس کو مضبوط پکڑو۔ اور اسی پر عمل کرو۔ اور نئی نئی باتیں نکال کر دین محمدی میں پھوٹ نہ ڈالو۔ اور اہل سنت وجماعت سے الگ نہ ہو جاؤ۔ اور اتفاق کی صورت یہی ہے کہ قرآن مجید کے مطالب اپنی ناقص رائے سے بیان نہ کرے۔ اور دین محمدی میں نئی نئی باتیں اور جدید بجدید اعتقادات نہ نکالے اللہ تعالٰے سورہ آل عمران میں فرماتا ہے وَلَا تَکُوْنُوْا کَالَّذِیْنَ تَفَرَّقُوْا وَاخْتَلَفُوْا مِنْ بَعْدِ مَا جَآءَھُمُ الْبَیِّنٰتُ وَاُولٰٓئِکَ لَھُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ یَّوْمَ تَبْیَضُّ وُجُوْہٌ وَّتَسْوَدُّ وُجُوْہٌ فَاَمَّا الَّذِیْنَ اسْوَدَّتْ وُجُوْھُھُمْ اَکَفَرْتُمْ بَعْدَ اِیْمَانِکُمْ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا کُنْتُمْ تَکْفُرُوْنَ۔ ترجمہ۔ اور مت ہو اہل کتاب کی طرح جو علیحدہ علیحدہ ہو گئے۔ اور اختلاف کرنے لگے۔ باوجودیکہ ان کو صاف احکام الٰہی بھی پہنچ چکے تھے ایسے لوگوں کے واسطے بہت بڑا عذاب ہو گا۔ اس دن جو سفید ہونگے بعضے منہ اور سیاہ ہوں گے بعضے منہ۔ جن کے منہ سیاہ ہوں گے۔ ان کو کہا جاوے گا۔ کیا تم نے کفر کے کام کئے۔ ایمان میں آکر۔ سو اب چکھو عذاب اپنے کفر کے بدلے میں۔ یعنے اگلی امتوں کو صاف حکم پہنچ چکے تھے۔ پھر وے آپس میں اختلاف کرکے بہت فرقے ہو گئے۔ چنانچہ یہود و نصارے بہتر بہتر فرقے ہو گئے۔ ان کو سخت عذاب ہو گا سو تم ان کی طرح مت ہو اور آپس میں اختلاف مت ڈالو۔ تم کو قرآن حدیث میں صاف صاف حکم آچکے ہیں تم اپنے دین میں نئی نئی رسمیں اور نئے عقیدے اور طریقے نہ نکالو۔ اور پھوٹ نہ ڈالو کہ کوئی معتزلی ہوئے کوئی خارجی ہے اور کوئی رافضی اور کوئی ناصبی اور کوئی جبری اور کوئی قدری اور کوئی مرجی کہلاوے ہمارے رب کا یہی حکم ہے کہ سب ملکر قرآن اور حدیث پر عمل کرو اور رسول اکرم اور صحابہ کرام کے طریقے پر رہو اور اپنی رائے کو ہرگز دخل نہ دو کہ دین اسلام میں رائے کو ہرگز دخل نہیں ہے۔ مسلمانوں کی سلامتی اور اتفاق اسی سے ہے کہ خیر القرون کے روش پر چلیں۔ ورنہ یہود اور نصاریٰ کی طرح گمراہ ہو جاوینگے اور قیامت کے دن کہ جب بعضے لوگ سرخرو اور بعضے روسیاہ ہونگے۔ تو ان روسیاہوں سے کہا جاوے گا کہ تم پہلے مسلمان ہوئے اور اللہ کی کتاب قرآن کے ماننے کا تم نے اقرار کیا پھر دین میں نئے نئے اعتقادات نکالے اور بدعات اور کفریات جاری کیں۔ وغیرہ وغیرہ سو اب چکھو مزہ عذاب کا۔ اس زمانہ میں مسلمانوں میں یہود اور نصاریٰ سے زیادہ فرقے بن گئے۔ کوئی اپنے باپ دادا کی رسموں کو پکڑتے ہیں۔ کوئی قصے بزرگوں کے دیکھتے ہیں۔ اور کوئی مولویوں کی باتوں کو جو انہوں نے اپنے ذہن کی تیزی سے نکالی ہیں۔ سند پکڑتے ہیں اور کوئی اپنی عقل کو دخل دیتے ہیں۔ اور ان سب میں حق راستہ وہی ہے جس کے واسطے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے گواہی دی ہے ما انا علیہ واصحابی یعنے میرا طریقہ اور میرے اصحاب کا طریقہ حق ہے۔ باقی سب گمراہی ہے اور ان کا انجام دوزخ ہے جن کے واسطے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کلھم فی النار یعنے جو میرے طریقہ اور میرے اصحاب کے طریقہ کے برخلاف ہوں وہ سب دوزخی ہیں۔

گلدستہ اخبار

مدراس گورنمنٹ نے ۳ لاکھ کا مستقل گرانٹ خاص خاص میونسپل اور ڈسٹرکٹ بورڈوں کو بڑی سڑکوں کی تجدید کے لیے دیا ہے اور یہ شرط لگا دی ہے کہ اس کو سڑکوں کے معمولی طور پر قائم رکھنے پر خرچ نہ کیا جائے۔

ریاست میسور کی طلائی کانوں سے ۸۸۷۷۶۰ روپیہ کا سونا گذشتہ مہینے میں برآمد ہوا تھا جو بمبئی سے لندن روانہ کیا گیا۔

ہوڑہ میں کابلی پٹھانوں کے درمیان فساد ہو گیا اور ۱۲ آدمیوں کو سخت چوٹیں آئیں۔

۱۹۰۷ء کے معاہدہ روس و انگلستان کی بابت ہنوز امیر کابل نے ابھی تک تصدیق نہیں کی ہے۔ لیکن نائب وزیر ہند نے فرمایا ہے کہ روس و انگلینڈ اس عہد نامہ کے پابند رہیں گے۔

گذشتہ ماہ مارچ میں تمام ہندوستان میں عام طور پر ۴۲ فیصدی بارش ہوئی ہے۔ نیز مشرقی بنگال و آسام اور بنگال میں بھی ضرورت سے زیادہ پانی پڑا ہے۔

کلکتہ میں آجکل قتل کی وارداتیں کثرت سے ہوتی ہیں ۱۰ اپریل کو سخت لڑائی کے بعد ۳ آدمی ہلاک ہو گئے جس کے سلسلہ میں دو آدمی گرفتار کئے گئے ہیں۔ کینگ میں بھی زمیندار کے ایک نائب اور اس کے اردلی کو مار کر دونوں کی لاشیں عین وسط شہر میں ڈال دی گئیں۔

عثمانی وزارت مالیہ نے دس کروڑ پونڈ بیڑہ کی تیاری کے لئے منظور کئے ہیں۔

خبر ہے کہ سید ادریسی نے ساحل یمن کے چند بڑے بڑے مقامات پر قبضہ کر لیا ہے۔ اور حدیدہ سے چار منزل کے فاصلے پر پہنچ گیا ہے۔

خوست کے باغی پٹھانوں کی سرکوبی کے لئے سردار نصر اللہ خان عظیم فوج لے کر خود آئے ہیں۔

مولوی شبلی صاحب محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سوانح عمری لکھتے ہیں۔ بیگم صاحبہ بھوپال ۲۰۰ ماہوار اکو دیں گی۔

بدھوار کا سیج گرجن برطانیہ اعظم اور یہ پہنچ بعافیت کو دکھا گیا

عرب شیخ سنوسی نے سلطان کو لکھا۔ اگر اٹلی سے صلح کریں گے تو آپ خلافت سے خارج کئے جائیں گے۔

ٹیٹانک نام عظیم امریکن جہاز کی تباہی پر تمام ملک یورپ میں ماتم طاری ہے۔

جہاز کی تباہی کا ایسا سخت نقصان ہوا کہ ڈیڑھ ہزار انسانی جانیں نابود ہیں۔ ابھی تو جان ہیں ۸۰۰ مسافر ہیں باقی سب ملازم وغیرہ۔

جنگ طرابلس الغرب

قسطنطنیہ کا ایک تار مظہر ہے کہ اطالین بیڑہ درہ دانیال میں داخل ہو گیا ہے اور ایک اطالین جہاز ڈوب گیا۔

سرکاری طور پر بیان کیا گیا ہے کہ اطالین جنگی جہازوں نے درہ دانیال کے قلعوں میں کچھ گولے پھینکے اور سیدالبحر، ارحانیہ اور کوم قلعہ کی بارکوں کو ادن سے خفیف صدمہ پہنچا۔ ارحانیہ کے قلعہ نے اپنی توپوں سے اطالین جہازوں کی گولہ باری کا جواب دیا۔ اور گولہ ایک اطاری جہاز پر جا کر گا جس میں آگ لگ گئی۔ وہ دور ہٹ گیا اسکے بعد اطالین جہاز سمندر میں چلے گئے۔

درہ دانیال میں پہنچنے سے قبل اطاری جنگی جہازوں نے جزائر ساموس اور روڈس پر بھی گولہ باری کی۔ بیڑہ میں کل ۳۹ جہاز تھے۔ گولہ باری عین ترکی پارلیمنٹ کھلنے کے وقت ہوئی جس میں سلطان المعظم نے ایک تقریر زبانی اور منجملہ دیگر امور کے جنگ طرابلس کا حوالہ دے کر بتایا کہ "ہم صلح چاہتے ہیں۔ مگر صرف اس شرط پر کہ ٹرکی کے شاہی حقوق برقرار رکھے جائیں۔"

اٹلی میں اس سے بالکل انکار کیا جاتا ہے کہ ایک اطالین جنگی جہاز کو کل کے جنگی مظاہرہ درہ دانیال میں صدمہ پہنچا ہے۔

یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اطالین بیڑے نے درہ دانیال پر حملہ کرنے یا اس میں گھسنے یا خشکی پر فوجیں اتارنے کا ارادہ نہیں کیا تھا بلکہ اس کو صرف یہ امید تھی کہ شاید ترکی بیڑے کو باہر نکلنے اور لڑنے پر مائل کر سکے۔ ترکی قلعوں کے ساتھ دو گھنٹے گولہ باری جاری رکھنے کے بعد اطالین بیڑہ چلا آیا۔ اور اس اثنا میں اس نے کسی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

از عاجز عبدالغفور غزنوی عفا اللہ عنہ۔ بخدمت جناب اخی فی اللہ مکتوب الیہ صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

یہ اسلامی پرچہ بطور نمونہ جناب کی خدمت میں بھیجا جاتا ہے اس پرچہ کو معمولی پرچہ تصور نہ فرما دیں۔ بلکہ اسکو کمال قدر کی نگاہ سے دیکھیں۔ تمام ہندوستان میں یہی ایک پرچہ ہے کہ جس کا فرض منصبی یہی ہے کہ مسلمانوں کے سامنے حقیقی اسلام کا نقشہ پیش کر دے اور یہ دکھا دے کہ آج سے تیرہ سو برس پہلے جن مبارک تعلیمات نے روئے زمین کی تاریکی مٹا دی تھی انکی اصل صورت کیا تھی؟ اور اب وہی شوق و ذوق مسلمانوں میں کس طرح واپس آسکتا ہے؟ جناب کی ذات مبارک سے امید قوی ہے کہ اس اسلامی پرچہ کی اشاعت کیلئے کمال سرگرمی سے کوشش فرما دیں گے کم از کم دس خریدار بنانے جناب کے ذمہ ہیں اگر جناب اس اسلامی کام میں مدد نہ دیں گے تو اور کون دیگا ہماری قوم اور سنت سنیہ ترقی کر سکتی ہے جب ایسے کاموں میں دل و جان سے کوشش کریں۔ پس سات کروڑ مسلمانوں میں کم از کم ایک لاکھ دین اسلام کے غمخوار اور دردمند دلوں کو اس اسلامی پرچہ کا خریدار بنانے کی کوشش کرنی چاہیے اور غیرت و حمیت اسلامی کرنی چاہیے۔ اور اگر یہ پرچہ مسلمانوں کی بے توجہی سے جاری نہ ہوا تو نہایت شرم کی بات ہے۔ دنیاوی اخباروں کی کس قدر مدد کی جاتی ہے اور افسوس ہے کہ اس اسلامی پرچہ کی مدد نہ کی جائے۔

راقم عبدالغفور غزنوی اڈیٹر اخبار "اہل السنۃ والجماعۃ" امرتسر

جنگ کے متعلق عربی اخبارات کے بیانات

جانباز عرب و ترک اخبار طان کے جنگی نامہ نگار نے ۱۰ ؍ مارچ کو میدان جنگ سے جو مراسلہ روانہ کیا ہے اس کا مضمون ذیل میں ہدیہ ناظرین کیا جاتا ہے۔

عثمانی فوجی افسروں کو اطالیوں کے میدان جنگ میں نکلنے سے مایوسی ہو گئی ہے۔ خاصکر جبکہ آگے چلکر سخت گرمی پڑنے سے اور بھی رکاوٹ ہو جائے گی کوئی یہ وہم نہ کرے کہ عثمانیوں کے پاس خورد و نوش کا سامان کم ہے۔ ان کے پاس کافی سامان موجود ہے۔ آٹا، چاول، جو، لوبیا، کھجوریں، غرض ہر قسم کے اناج کے ڈھیر چادروں سے ڈھکے ہوئے ان کے موجود ہیں۔

جرمن صلیب احمر کی طبی جماعت پہونچی جو عزیزان میں اپنے شفاخانے قائم کرے گی۔ اہل عرب علے الاعلان کہتے ہیں کہ اگر ترک ہماری صفوں سے علیحدہ بھی ہو گئے۔ تو بھی ہم سبز جھنڈا لیکر دشمن سے مقابلہ کرینگے۔ انگریزی ہلال احمر کی طبی جماعت کے آنے سے ہماری کیمپگاہ میں غیر معمولی خوشی کا اظہار کیا گیا۔ (المؤید)

جہاز کی گرفتاری۔ تار برقی کے ذریعہ معلوم ہوا ہے کہ اطالین جہاز بنام کروزار نے ایک یونانی جہاز کو جو ممنوع اسلحہ ترک کے بندرگاہ میں لایا تھا۔ گرفتار کر لیا۔ (حبل المتین)

دول کی خواہش صلح۔ دول یورپ نے اس بات پر اتفاق کیا ہے کہ باب عالی سے صلح کے بارہ میں خواہش ظاہر کی جائے۔ مگر صلح دول کے منافع کو مد نظر رکھکر ہونی چاہئے اب دول باب عالی کو شرائط صلح پیش کرنے کے بارہ یادداشت بھیجینگی (حبل المتین ۱۵ ؍ اپریل)

باشندگان الجزائر کے باحمیت باشندوں نے انجمن ہلال احمر کی اعانت کے لئے ۔۔۔۔۔ ۱۰ فرانک کی رقم جمع کر کے فرانسیسی سفارت کے ذریعہ باب عالی کو ارسال کی ہے۔ (الہلال ۶ ؍ مارچ)

معرکہ بنغازی۔ بیروت سے جو مضمون تار موصول ہوا ہے کہ ۱۰ ؍ مارچ کو بنغازی میں سخت لڑائی ہوئی اطالیوں کا بیان ہے کہ مجاہدین پسپا ہو گئے مگر یہ ہے کہ عثمانیوں نے اطالین سپاہ پر حملہ کیا اور اس کا بیشمار نقصان کیا۔ عثمانی سپاہ کی جانب سے اطالیوں پر متواتر حملے ہو رہے ہیں۔ (الہلال)

جدید امداد۔ تار برقی کے ذریعہ معلوم ہوا ہے کہ ایک عربی رئیس سیدی النصر نامی تین ہزار جانباز بہادروں کے سمیت میدان جنگ میں وارد ہوا ہے سید احمد شریف سنوسی بنغازی کے آگے بنی ہدن سپہ سالار بنائے گئے ہیں۔ آپکے بھائی سید بکر ایک فوجی طاقت کے سمیت حمص پہنچ گئے ہیں۔ (الہلال ۔ ۳۰ ؍ مارچ)

تصادم۔ تار برقی کے ذریعہ معلوم ہوا کہ ایک جہاز جو تین سو جنگی فوجوں کو اٹھائے تھا مصر کے سمندر میں ایک دوسرے جہاز سے ٹکر کھائی جس سے وہ جہاز غرق ہو گیا (حبل المتین)

کارخانہ انوار الاسلام امرتسر

ہمارے اس کارخانہ کی معرفت سب قسم کا سامان قالین۔ رشال۔ دوشالہ دھسہ۔ جامہ وار۔ رومال۔ لوئی۔ پٹو وغیرہ ہر قسم کا کپڑا سرد و گرم و نیز ہر قسم کی ادویات کستوری۔ زعفران۔ عنبر۔ بنفشہ۔ ہینگ وغیرہ وغیرہ و نیز ہر قسم کے عطر اور ہر قسم کی عمدہ گھڑیاں اور ہر قسم کے زیور طلائی و نقرئی وغیرہ وغیرہ اور ہر قسم کے برتن پیتل وغیرہ جام وغیرہ ساختہ امرتسر اور ہر قسم کی دینی کتب اسلامی اور دیگر ہر قسم کا مال اس ملک و دیگر ملکوں کا تھوڑے منافع سے حسب منشا خریدار مل سکتا ہے کیونکہ یہ کارخانہ کمیشن ایجنٹ یعنی آڑھتی بھی ہے نرخ بازار سے بہت تھوڑا منافع لگا کر ہر قسم کا عمدہ مال دیانت داری کو بڑی خوشی سے بعجلت ارزاں بہت جلد روانہ کر سکتا ہے نیز بیرونجات کے تاجر ہر قسم کے مال ہماری معرفت فروخت کر سکتے ہیں ہم ان کے ایجنٹ ہونے کو طیار ہیں۔ ہم انکا مال آڑھت پر نہایت دیانت داری سے فروخت کر سکتے ہیں۔ خریداران باوقار کو توجہ دلاتے ہیں کہ ازراہ کرم بطور امتحان کسی مال کا آرڈر دیں انشاء اللہ تعالیٰ دوسری دفعہ آرڈر دینے کا خیال ہو گا اور ہمیں ہمیشہ یاد رکھینگے۔ تجارت پیشہ صاحبان کے لئے خاص رعایت کیجائیگی یعنے صرف دو پیسہ فی روپیہ کمیشن لیا جاوے گا۔

عبد الغفور غزنوی مالک کارخانہ انوار الاسلام امرتسر

تمام دنیا میں بے مثل حمائل شریف مترجم و محشی اردو

یہ وہی مبارک حمائل شریف ہے جو صفائی طبع اور صحیح ہونے اور مضامین کی عمدگی میں دنیا بھر کی حمائلوں سے سبقت لیگئی ہے اور چار دفعہ طبع ہو کر مقبول خاص و عام ہو چکی ہے اس کے اشتہار اور صفات کا بیان کرنا اس مختصر میں محال امر ہے اور اس کے نایاب عمدہ مضامین معتبر تفاسیر اہل سنت و جماعت سے لئے گئے ہیں گویا یوں کہو کہ تمام تفاسیر اہلسنت و جماعت کا لب لباب اس میں درج ہے اور صفائی طبع اور روشنی تامہ اور عام فہم مضامین ہونے کی وجہ سے ہر مرد و عورت خاص و عام اس سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ اور قیمت بھی رفاہ عام کے لئے نصف کر دی ہے۔ بلا جلد کے صرف عہ اور جلد کی قیمت عہ ۱۲ سے لیکر پانچ روپے تک ہے بذمہ خریدار ہو۔ اگر مجلد طلب کریں۔ اور محصول ڈاک ہر بھی بذمہ خریدار ہو

سفری حمائل شریف مترجم و محشی بتفسیر وحیدی اردو

اس حمائل شریف کا ترجمہ اور تفسیر آجکل کے محاورہ کے مطابق ہے۔ صرف ترجمہ دیکھنے سے قرآن مجید کا مطلب سمجھ میں آجاتا ہے قیمت بلا جلد صرف دو روپے عہ اور مجلد کے عہ۔ محصول ڈاک ۵ ؍ بذمہ خریدار

رفاہ عام اسٹیم پریس امرتسر میں شیخ عبد العزیز پرنٹر نے چھاپا اور مولوی عبد الغفور صاحب مالک و اڈیٹر و پبلشر نے شائع کیا۔